رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت میں
بیداری اُمت کا درخشاں پہلو

ہما حسن[1]

huma_hassan_r@hotmail.com

کلیدی کلمات: بعثت، اُمت، بیداری، مواخات

خلاصہ

رسول اکرم ﷺ غارِ حرا سے مشعلِ حق لے کر آئے اور علم و آگہی سے دنیا کو سیراب کر دیا، آپ ﷺ کا ہر الٰہی پیغام فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ تھا اور انسانی بیداری کے لئے ضروری بھی۔ نیز آپ ﷺ کی بعثت کائنات کے عظیم واقعات میں سے ایک ہے۔ حقیقت میں بعثت یعنی طلوع اسلام، پیدائش و ولادتِ اسلام، بیداری بشریت اور تکمیلِ سلسلہ ہدایت انبیاء علیہ السلام ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مبعوث ہونا اس عالم کے عجیب ترین واقعات میں سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے کی حقیقت کو اگر انسان سمجھ جائے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کس طرح سے ایک انسان کو مقامِ نبوت و رسالت پر فائز کرتا ہے تو گویا انسان ہدایت تک پہنچ گیا۔ بعثت نبی اکرم ﷺ یعنی جس دن خداوند تعالیٰ نے ہدایت بشر کے سلسلے کو تکمیل کیا، پس بعثت ہدایت بشر کے جامع نظام اور طریقہ کار کا نام ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ جو دین لائے وہ مکمل اور جامع نظامِ ہدایت بشر ہے۔ زیر نظر مقالہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات مبارکہ اور بعثت کو زیرِ بحث لاتے ہوئے بیداری اُمت کے درخشاں پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔

دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے یہی وہ مذہب ہے جو دنیا کی تخلیق کے ساتھ وجود میں آیا اور رہتی دنیا تک رہے گا۔ اس کا بنیادی مقصد سلامتی ہے۔ نفرتوں کے کانٹے چن چن کے محبتوں کے پھول نچھاور کرنا اسی مذہب کا خاصہ ہے۔ دین اسلام ایک نور کا نام ہے جو بھی چاہے جس وقت بھی چاہے اس کی روشنی سے اپنے آپ کو منور کر سکتا ہے، یہ تاریک دلوں کو نور کی تجلی بخشتا ہے جو کہ انسان کے اندر انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ دین اسلام کی بنیاد کسی جغرافیائی خطے پر نہیں بلکہ اعتقادی اصولوں کے تحت ہے، جو دین کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے امان پا جاتا ہے۔ دین اسلام انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی پر بھی زور دیتا ہے اور جب اسلام اجتماع کی بات کرتا ہے تو اس سے مراد اُمت ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے امت تشکیل دی اور امت کی تشکیل کے لئے لوگوں کے ذہنوں کو کھنگالا اور ان کے سوئے ہوئے اذہان کو بیدار کیا۔

لفظ بعثت کے لغوی معنی بَعِثَ۔ نیند سے بیدار ہونا۔(

[1] ۔ ریسرچ اسکالر جناح یونیورسٹی برائے خواتین، کراچی

1) حقیقت میں بعثت یعنی طلوع اسلام، پیدائش و ولادتِ اسلام، بیداری بشریت اور تکمیلِ سلسلہ ہدایت انبیاء علیہ السلام ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مبعوث ہونا اس عالم کے عجیب ترین واقعات میں سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے کی حقیقت کو اگر انسان سمجھ جائے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کس طرح سے ایک انسان کو مقامِ نبوت و رسالت پر فائز کرتا ہے تو گویا انسان ہدایت تک پہنچ گیا۔ بعثت نبی اکرم ﷺ یعنی جس دن خداوند تعالیٰ نے ہدایت بشر کے سلسلے کو تکمیل کیا، پس بعثت ہدایت بشر کے جامع نظام اور طریقہ کار کا نام ہے اور رسول اکرم ﷺ جو دین لائے وہ مکمل اور جامع نظامِ ہدایت بشر ہے۔

ہر معاشرے یا قوم میں نبی اس وقت مبعوث ہوئے جب وہ معاشرہ الجھاؤ کا شکار ہوا یعنی وہ درست راستے سے ہٹ گئے اور غلط سمت میں جانے لگے تب نبی قوموں میں بھیجے گئے کیونکہ اس الجھن کو دور کرنے کے لئے کسی ایسے رہنما کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کا ہاتھ تھام کر منزل تک پہنچا سکے۔ بس انسانی معاشرہ جب خوابِ غفلت کی نیند سو جاتا ہے تو ایسے معاشرے کو بیدار کرنے اور دوبارہ حرکت میں لانے کے لئے خدا انبیائے کرامؑ کو مبعوث کرتا ہے تاکہ وہ زوال پذیر معاشرے کو زوال سے نکال کر دوبارہ ترقی کی راہ پر ڈال دیں۔ رسول اکرم ﷺ سوئے ہوئے اذہان کو بیدار کرنے کے لئے تشریف لائے اور بے ہنگم گروہوں کو ایک اُمت کی صورت میں واضح کیا کیونکہ تمام انبیائے کرامؑ نے جو تبلیغ کی وہ 'اُمت' بنانے کے لئے مقدمہ تھیں۔ رسول اکرم ﷺ جہاں تشریف لائے، آپ ﷺ کی آمد سے قبل عرب کے جو حالات تھے ان کی وضاحت ضروری ہے تاکہ یہ بات ظاہر ہوسکے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مردہ قوم کو کس طرح بیدار کیا اور اس بکھری ہوئی قوم کو کس طرح امت بنایا۔

قبل از بعثت لوگوں کی عقول پر قفل لگے ہوئے تھے ان کے جسم بیدار تھے مگر ذہن اور روح خوابِ غفلت میں مبتلا تھی اور جب انسانیت ہر شعبہ ہائے زندگی میں سو گئی تب رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کے اذہان کو بیدار کیا، ان کی روحوں کو جگایا اور دینِ حق کی تعلیم دی، رہن سہن کے اصول و ضوابط بتائے، مختلف قبائل اور گروہوں میں بٹے ہوئے لوگوں کو ایک امت کی صورت میں یکجا کیا۔ تمام انبیاءؑ جو تعلیمات لے کر آئے رسول اکرم ﷺ ان تمام انبیائے کرامؑ کی تعلیمات کو مکمل کرنے کے لئے لوگوں میں مبعوث ہوئے کیونکہ جس وقت رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے اس دور میں لوگوں کے اندر وہ تمام برائیاں موجود تھیں جو ہر قوم میں الگ الگ تھیں ہر نبی اپنی قوم کی ایک یا دو خرابیوں کا مقابلہ کرتا دکھائی دیتا ہے مگر رسول مزمل ﷺ نے ان تمام برائیوں کا مقابلہ کیا اور لوگوں میں حق کا پرچار کیا اور صبر واستقامت کے ساتھ دین کو پھیلایا۔

بعثت رسول ﷺ کے آئینے میں بیداری امت مسلمہ کے درخشاں پہلو جاننے سے قبل امت مسلمہ کے مفہوم کو اجاگر کرنا اہمیت کا حامل ہے۔

لفظ اُمت عربی زبان کا لفظ ہے، " الامة" کے لغوی معنی جماعت، آدمیوں کا گروہ ہے۔(2)

ڈاکٹر علی شریعتی کے مطابق اصطلاحی طور پر:

"امت اس انسانی معاشرہ کا نام ہے جس میں ہر کسی کا ایک مشترک ہدف ہو اور یہ سب اس لئے اکٹھے ہوئے ہوں تاکہ ایک مشترک رہبر کی رہنمائی کے ساتھ آگے بڑھیں۔"(3)

امت یعنی ایسا معاشرہ جو کسی سرزمین میں ساکن نہیں، جو کسی خونی اور خاکی رشتے پر استوار نہیں بلکہ امت ایک ایسا معاشرہ ہے جس کے افراد ایک عظیم اور اعلیٰ قیادت کے تحت، فرد اور قوم کی پیش رفت و کمال کی ذمہ داری کو، اپنے عقیدے اور اپنی حیات کے ساتھ محسوس کرتے ہیں۔ قرآن نے انسان کے اجتماعی ڈھانچے کے لئے لفظ اُمت استعمال کیا ہے۔

اسی طرح لفظ مسلم جس کا مادہ "س ل م" ہے لغوی اعتبار سے اس کے معنی فرمابردار ہونا، دین اسلام اختیار کرنے کے ہیں۔(4)

شریعت اسلامیہ کے پیروکاروں کو مسلم کا لقب بھی اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ...(5)

ترجمہ: "اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین کی (کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اُسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد"

کتاب اللہ کی روشنی میں مسلم وہ ہے جو اللہ کے لئے سراپا نیاز، اس کے احکام و فرامین پر کاربند اور اپنی اور خلق خدا کی بھلائی کرتا ہو اور سنت ابراہیمیکا علمبردار ہو۔ اس لحاظ سے اُمت مسلمہ ایک ایسے اجتماع کا نام ہے جو دین کے گرد وجود میں آتا ہو اور جس کا محور و مرکز دین اسلام ہو۔ دین اسلام انسان کی فکری و عملی بیداری کی بات کرتا ہے اور تصور امت کو پیش کرتا ہے۔ لفظ مسلم اور امت مسلمہ کی وضاحت کے بعد ہمیں اس بات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ بیداری کا مفہوم کیا ہے، جس بیداری اُمت مسلمہ کی بات علمائے کرام کرتے ہیں وہ بیداری دراصل ہے کیا؟

لفظ بیداری دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں بیداری کے لئے لفظ "یقظہ" استعمال ہوتا ہے۔

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی بیداری کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

"بیداری تیار رہنے اور خطرے کے مقابلے میں چوکس اور مستعد رہنے کو کہتے ہیں۔"(6)

قرآن کریم کے مطابق بیداری کے معنی خود آگاہی کے ہیں۔ انسان اپنی فطرت اور باطن میں موجود استعداد کار کی پرورش کرے اور اسے زندہ کرکے اپنی حقیقت کو دوبارہ پائے۔ پس انسان کی ذات اور ذاتی جوہر کو دوبارہ پانا اور خود آگاہی حاصل کرنا بیداری ہے۔(7)

بیداری یعنی خود آگاہی کے تین درجے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ فطری بیداری

اس طرح کی بیداری غور و فکر کی قسم اور حصول علم نہیں ہے بلکہ ایک حضوری علم ہے، یہ بیداری اصلی اور حقیقی ہے اور یہی انسان کی عین شخصیت ہے۔ اس میں انسان اپنی حقیقت کو حاصل کرتا ہے۔

۲۔ عالمی بیداری

اس سے مراد اپنے بارے میں آگاہی کہ میں کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں پر ہوں اور کہاں جارہا ہوں؟ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہورہا ہے:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ(8)

ترجمہ: "ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔"

۳۔ عرفانی بیداری

یہ خدا کے ساتھ رابطے کے سلسلے میں بیداری ہے انسان خدا کے ساتھ رابطے کے لئے اپنے آپ کو بیدار کرے، یہی سب سے مکمل اور اونچا مرتبہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ...(9)

ترجمہ: "اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا۔"

پس یہ بیداری کے وہ درجات ہیں جنہیں حاصل کرکے انسان صحیح پیروکار دین بن سکتا ہے، بیداری کو علمائے کرام نے انسان کے اسلامی، ایمانی، انفرادی اور اجتماعی سفر کی بنیاد اور سیڑھی قرار دیا ہے۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ جو دین اسلام کا پیروکار اور فرمابردار ہے وہ مسلم ہے اور انسان، مسلمان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ فکری طور پر بیدار نہ ہو کیونکہ اسلام دین حق ہے اور ہر بات بغیر منطق نہیں کرتا، دین اسلام

فکری اور عملی بیداری کی بات کرتا ہے اور سوئے ہوئے اذھان کو مکھی و مچھر سے تعبیر کرتا ہے۔ ایک آگاہ و بیدار مسلمان میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں:

1. وہ اسلام کی حقیقت کی گہری پہچان و معرفت رکھتا ہے۔
2. دین پر اس کا ایمان منطقی بنیاد پر ہوتا ہے۔
3. اسلام اس کے احساسات میں جگہ رکھتا ہے اور اس کے جذبات اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہوں۔
4. اسلام اس کی عملی و ذاتی زندگی میں جلوہ گر رہتا ہو۔

یہی وہ خصوصیات ہیں جو انسان کو کمال تک پہنچاتی ہیں اور اسی کی بدولت انسان وسیع النظری سے چیزوں کو دیکھتا ہے اور اجتماعیت اور بھائی چارگی پر زور دیتا ہے، یہی وہ تصور ہے جو اسلام نے دیا جسے امت کہا گیا اور رسول ﷺ نے عملی طور پر کرکے دکھایا۔

رسول اکرم ﷺ جو کہ سوئے ہوئے ذھنوں کو جگانے اور بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک اُمت بنانے آئے تھے، رسول ﷺ کی حیات مبارکہ میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کس طرح بکھری انسانیت کو بیدار کرکے ایک اُمت بنایا۔ جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

مسجد نبوی کی تعمیر

رسول اکرم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد یہ ضرورت محسوس کی کہ ایک مسجد بنائی جائے جو مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا سینٹر اور نماز کے وقت جمع ہونے کی جگہ قرار پائے تاکہ دنیا کو علم ہو جائے کہ مسلمان ایک امت ہیں۔ رسول ﷺ نے مسلمانوں کی مدد سے مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد نبوی ﷺ رکھا گیا۔ ہجرت کے بعد آنخضرت ﷺ کا یہ پہلا اجتماعی قدم تھا۔ رسول ﷺ نے مدینے میں اجتماعیت پر زور دیا تاکہ مسلمانوں کو یہ بات واضح ہو جائے کہ وہ ایک اُمت ہیں۔

مسجد صرف عبادت کے لئے مخصوص قرار نہیں دی بلکہ اتحاد و یگانگت کی مثال قائم کی جو کہ آج پوری دنیا میں نمونہ عمل ہے، مسجد میں اُمت کے مسائل اور ان کے سدباب کے اقدامات نیز مسلمانوں کے حالت زار ایک دوسرے پر واضح ہو، چاہئے ملی سطح پر ہو، معاشی سطح پر یا ثقافتی سطح پر۔

پہلا اسلامی اساسی قانون

پیغمبر ﷺ نے مدینے میں قیام کے بعد یہ ضرورت محسوس کی کہ لوگوں کی اجتماعی حالت کو منظّم کریں یعنی مسلمانوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ ایک اُمت ہیں۔ ہمیشہ بلند اہداف کو حاصل کرنے کے لئے انفرادیت کے ساتھ ساتھ اجتماعیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت مدینے کی آبادی کی ترکیب غیر مناسب تھی عرب کے متعدد گروہ اس شہر میں آباد تھے اور ان میں سے ہر فرد دو بڑے قبائل اوس و خزرج میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد اب مکہ کے مسلمان بھی بڑھ گئے تھے، اسی بناء پر پیغمبر ﷺ نے ایک پیمان نامہ لکھوایا جسے اسلام میں پہلا اساسی قانون کا نام دیا گیا۔

اس قرارداد نے مدینے میں رہنے والے مختلف گروہوں کے حقوق معین کئے اور یہ قانون شہری آبادی میں نظم و عدالت کو برقرار رکھنے کا ضامن اور ہر طرح کے ہنگامے اور اختلاف کے جنم لینے میں رکاوٹ بنا۔ اس عہد نامے کے اہم نکات یہ ہیں:

1) مسلمان اور یہودی ایک امت ہیں۔ یہاں یہودی سے مراد بنی عمرو بن عوف اور مدینہ کے تمام مقامی یہودی ہیں۔
2) مسلمان اور یہودی اپنے دین کی پیروی میں آزاد ہیں۔
3) قریش کے مہاجرین، اسلام سے قبل اپنی سابق رسم خون بہا دینے پر باقی رہیں گے۔ اگر ان کا کوئی فرد کسی کو قتل کرے یا اسیر ہو تو عدالت کے جذبے کے تحت سب مل کر اس کا خون بہا دیں اور فدیہ دے کر آزاد کرائیں۔

4) بنی عمرو بن عوف اور تمام دوسرے قبیلے بھی خون بہا اور فدیہ کے سلسلے میں اسی طرح عمل کریں۔

5) کوئی یہ حق نہیں رکھتا کہ کسی کے غلام، فرزند یا خاندان کے کسی دوسرے فرد کو بغیر اس کی اجازت کے پناہ دے۔

6) اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ سب مل کر شہر مدینہ کا دفاع کریں۔

7) مدینہ ایک مقدس شہر ہے اس میں ہر طرح کا خون خرابہ حرام ہوگا۔

8) اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والوں میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس اختلاف کو دور کرنے والے محمد ﷺ ہوں گے۔ (10)

یہ پیمان شہر کے امن کو برقرار رکھنے میں موئثر ثابت ہوا۔ اس معاہدے کی بدولت مسلمان ایک اجتماع کی صورت میں سامنے آئے۔

مواخات، اُمت کا اصل مقصود

ہجرت کے پہلے سال رسول اکرم ﷺ نے اہم اجتماعی اقدام یہ کیا کہ مہاجرین وانصار کے درمیان رشتہ اخوت وبرادری برقرار کیا۔ دورِ جاہلیت میں ان دونوں کے درمیان نسلی کشمکش پائی جاتی تھی۔ دونوں گروہ ایک دوسرے سے جدا ماحول کے عادی تھے مگر اب نورِ اسلام کے سبب آپس میں دینی بھائی ہو گئے تھے اور ایک ساتھ مدینے میں رہتے تھے۔

یہ وہ اصل معاہدہ تھا جس نے اسلام کے اجتماعی اصول واساس یعنی 'اُمت' کو جنم دیا، دور جاہلیت سے نکال کر اور بیدار کر کے ایک اُمت بنایا تاکہ دین اسلام ایک طاقت کی طرح اُبھرے اور دین اسلام کا غلبہ دنیا کے ہر کونے میں ہو جائے۔

پیغمبر اقدس ﷺ نے ان دو گروہوں کے درمیان رشتہ اخوت وبرادری قائم کیا اور ہر مہاجر کو انصار میں سے کسی ایک کا بھائی بنایا اور حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا۔ یہ عہد وپیمان مہاجرین اور انصار کے درمیان مزید اتحاد واتفاق کا باعث بنا۔ انصار نے پہلے سے زیادہ، مہاجرین کی مالی امداد کی اور مہاجرین نے ان کی کوششوں کا شکریہ بھی ادا کیا جو بارگاہِ پیغمبر ﷺ میں حیرت کا باعث تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ واضح کر دیا کہ قوم جغرافیائی حدود سے بنتی ہے جبکہ اُمت اعتقادی حدود میں بنتی ہے۔ اُمت میں رنگ، نسل، قبیلہ، برادری نہیں ہوتا بلکہ امت کا دائرہ وہاں تک پہنچتا ہے جہاں اعتقاد کے پیروکار موجود ہوں۔

خطبہ حجۃالوداع 'بیداریٔ اُمت' کی بہترین مثال

حج اسلام کا ایک عبادی اور سیاسی رکن ہے۔ یہ ایک اجتماعی عبادت ہے جس کے ذریعے اُمت مسلمہ ایک مقام پر اپنے ہاتھ پر ظاہر کرتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ جب حج کے حوالے سے آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ مدینے اور اطراف کے مسلمانوں کے ساتھ حج کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتائے ہوئے حقیقی حج کو انجام دیا اور حج کے ارکان کی لوگوں کو تعلیم دی۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے مناسک حج کے دوران روزِ عرفہ، عرفات کے میدان میں حاجیوں کے جم غفیر میں ایک بہت ہی اہم اور تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اور ان باتوں کی بار بار تاکید اور وصیت فرمائی۔ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:

اے لوگو! جب تک تم لوگ خدا سے ملاقات نہ کرلو تم سب لوگوں کے خون، اموال ناموس اور آبرو بالکل اس مہینے اور اس دن کی حرمت کی طرح محترم ہیں اور ان میں سے کسی پر تجاوز کرنا حرام ہے۔

جاہلیت میں بہائے جانے والے خون کا بدلہ، اسلام کے زمانہ میں نا قابل اجراء ہے اور ربا حرام ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے حرام مہینوں میں تبدیلی یا ان کے موئخر کرنے کا سبب کفر میں افراط کو قرار دیا اور فرمایا کہ یہ بھی آج کے بعد ممنوع ہے۔

عورتوں کے حقوق کے متعلق وصیت فرمائی کہ:

"عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو کیونکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا کی امانتیں ہیں اور قوانین الٰہی کے ذریعے تمہارے اوپر حلال ہوئی ہیں۔"

اس کے بعد فرمایا کہ:

"کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں نہ کسی کالے کو کسی گورے پر معیار ہو تو وہ صرف تقویٰ ہے۔"

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ:

"حاضرین، غائبین تک میرا یہ پیغام پہنچادیں کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اور تم مسلمانوں کے بعد کوئی اُمت نہ ہوگی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے جاہلیت کی رسم و رواج اور عقائد کو بالکل کالعدم اور باطل قرار دے دیا۔" (11)

رسول اکرم ﷺ نے حجۃالوداع میں دوبارہ اُمت کو بیدار کیا کہ دورِ جاہلیت کی ہر رسم باطل ہے تاکہ یہ بات مسلمانوں کے ذہنوں میں راسخ ہوجائے۔ رسول اکرم ﷺ جو لوگوں کی انفرادی واجتماعی زندگی کو تبدیل کرنے کے لئے آئے تھے اسی وجہ سے اپنے آخری خطبہ میں آپ ﷺ نے ان تمام باتوں کو بیان کیا جو دین اسلام کی تعلیمات تھیں اور آپ ﷺ نے ان تمام چیزوں کو عملی جامہ پہنایا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے ذہنوں کو تبدیل اور بیدار کیا تاکہ وہ صرف ایمان کا لبادہ نہ اوڑھیں بلکہ کلی طور پر اسلام میں داخل ہو جائیں۔

رسول ﷺ نے مسلمانوں کو ایک امت کی صورت میں ابھارا، بھائی چارگی قائم کی، ہر کسی کو تقوی کی اہمیت دی گئی۔ رسول اکرم ﷺ نے امت مسلمہ کو ہر دور کے لیے واضح پیغام دے دیا کہ تم مکہ کے ہو یا مدینے کے، یمن کے ہو یا افریقہ کے، یورپ کے ہو، مشرقی ہو یا مغربی خواہ کسی علاقے یا کسی قوم سے تعلق تمہاری پہچان نہ بنے بلکہ تمہاری پہچان خالص اسلام ہے یہی وہ پیغام ہے جو ذہنوں کو بیدار کرکے دیا گیا۔ لیکن عہد رسول ﷺ کے بعد امت مسلمہ کا رخ دور جاہلیت کی جانب گامزن ہوا۔ وہی معیارات جو قبل از اسلام تھے جن کی نشاندہی رسول ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں کی تھی دوبارہ سر اٹھانے لگے اور اس طرح امت کا مرکزی نقطہ حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی جس کو تھام کر امت کو چلنا تھا اس کو چھوڑ دیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول ﷺ کے بعد امت گروہوں میں تقسیم ہو گئی اور سب نے حبل اللہ میں سے دھاگے الگ الگ کرکے پکڑ لئے اور ہر گروہ یہ سمجھنے لگا کہ ہم کامیاب ہیں جبکہ کامیاب وہ ہے جو اصل حبل اللہ کو تھامے ہوئے ہیں۔ آج مسلمانوں کی ذلت کا سبب یہی ہے کہ وہ دھاگوں کو تھام کر سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہی درست سمت پر ہیں۔ امت مسلمہ سے حبل اللہ چھین کر ان کے درمیان قومیت، علاقائیت، لسانیت، قبائلیت جیسی چیزیں ڈال دی گئی۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ متعصب قوم مسلمان ہیں۔ دین اسلام مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ بیدار ہو جاؤ اور امت بن جاؤ۔ رسول ﷺ نے مسلمانوں کو انفرادی فرائض سے بعد میں آگاہ کیا پہلے اجتماعی فرائض لوگوں پر لاگو کئے۔

عصر حاضر بھی اسی امر کا متقاضی ہے کہ مسلمانوں میں بیداری کی لہر دوڑے اور تمام مسلمان ایک اُمت کی طرح دوبارہ ابھریں۔ استعماری قوتوں کی روز اول سے یہ سازش رہی ہے کہ کسی طرح اُمت مسلمہ کو غفلت میں مبتلا رکھا جائے جس کے لئے استعماری طاقتیں مستقل مزاجی کے ساتھ سرگرم عمل رہتی ہیں۔ استعمار اس بات کا خواہش مند ہے کہ امت مسلمہ میں بیداری کا سرے سے نام ونشان ختم کر دیا جائے۔

امام خمینیؒ جنہوں نے ایران میں شہنشاہیت کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپ نے ۱۹۷۹ء میں الجزائر میں منعقدہ دنیا کی تحریک آزادی کی تنظیموں کے اجلاس میں پیغام دیا کہ

"اے دنیا بھر کے مسلمانو اور اے کمزور و اُٹھو، اے انسانوں کے ناپید سمندر اٹھو اور موج کی شکل اپناو اپنی اسلامی اور قومی عزت و وقار کا دفاع کرو۔" (12)

عالم اسلام میں بہت سی ایسی ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے عالم اسلام کو جنجوڑا، بیدار کیا کیونکہ امت مسلمہ کی بیداری لکڑی کے انبار میں آگ کا کام کر سکتی ہے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی بیداری بہت ضروری ہے اگر آج مسلمان بیدار نہ ہوئے تو ان کا حال بھی قوم بنی اسرائیل کی طرح ہوگا۔ دین

اسلام ذہنوں کی تبدیلی کی بات کرتا ہے، رسول ﷺ نے لوگوں کے ذہنوں کو بیدار کیا اور الہی نظام قائم کیا اور ہر چیز کا معیار تقوی قرار دیا۔ آج بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ الہٰی نظام رائج ہو اور امت مسلمہ بیدار ہو جائے اور تاریخ میں اپنا نام ایک بار پھر رقم کرے۔

*****

حوالہ جات

1۔ مولانا ابو فتح عزیزی، مفتاح اللغات، محمد حسین تاجران کتب، ص ۱۲۴

2۔ مولانا سعد حسن یوسفی وغیرہ، المنجد، عربی اردو لغت، دارالاشاعت، ص ٦٢

3۔ ڈاکٹر علی شریعتی، امت اور امامت، مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۰۰، ص ۳

4۔ مولانا سعد حسن یوسفی وغیرہ، المنجد، عربی اردو لغت، دارالاشاعت، ص ۴۸۷

5۔ حج: ۷۸

6۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی و نگارش، تفسیر نمونہ، مصباح اللغات، ۱۴۱۵ھ، ج ۴، ص ۸۹

7_islamquest.net

8۔ بقرہ: ١٥٦

9۔ حشر: ۱۹

10۔ ہشام، ابو محمد عبدالملک بن، سیرت النبی ابن ہشام، ج ا، ص ۸۷ ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۵، ص: ۵۰۱

11۔ شاہ مصباح الدین، سیرت احمد مجتبی، ج ۳، پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی، ص ٦٨١۔ ٦٨٥

12۔ محمد علی تسخیری، امام خمینی اور اسلامی بیداری، ادارہ ترجمہ و اشاعت، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۴